اکابر کی نشانی

مولانا قاری محمد اجمل خان لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی تمنائے شہادت رب کائنات نے پوری فرمائی۔ دورہ افغانستان کے بعد شہادت کی تڑپ زیادہ بڑھ گئی تھی، کہ خاک و خون میں تڑپتے ہوئے جان جان آفریں کے سپرد کروں!

بالآخر ۱۸ مئی ۲۰۰۰ء کو بقیۃ السلف، استاد العلماءؒ، محدث زمان، فقیہ دوراں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو کراچی میں شہید کردیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس دنیائے فانی سے ہر شخص اور ہر متنفس نے جانا اور بالآخر موت سے ہمکنار ہونا ہے، خلاق عالم نے ہر ایک کیلئے دنیا سے جانے کا وقت مقرر فرمایا ہے۔ یوں اگرچہ ہر انسان کیلئے موت کا وقت تو مقرر ہے لیکن انسانوں میں کس قدر تفاوت درجات و فرق مراتب ہے کہ کسی انسان کی موت پر ایک آنکھ رونے والی نہیں ہوتی، اور کسی کی وفات پر احباب و اقرباءؒ کا ایک محدود حلقہ یا ایک قریہ اور بستی کے مکین آنسو بہا لیتے ہیں، لیکن کچھ باکمال ہستیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کی رحلت سے پورا ملک، بلکہ عالم اسلام نڈھال ہو جاتا ہے، جن کی مفارقت سے ہر دل اندوہگیں اور ہر آنکھ اشکبار ہوتی ہے، اور جن کی فرقت سے دینی، علمی اور فقہی مجالس بے رونق ہو جاتی ہیں، ان مقتدر ہستیوں میں سے ہمارے مخدوم صاحب کمال و فقید المثال اور نابغۂ روزگار حضرت

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ تھے، آپ کا دنیا سے جانا ایک فرد یا ایک شخص کا جانا نہیں ہے بلکہ اس دور میں صحیح طور پر ''موت العالم موت العالَم،، کا مصداق ہے۔

آپ دورِ حاضر کے ان نامور محققین میں سے تھے جن پر نہ صرف بر صغیر بلکہ عالم اسلام بجا طور پر فخر کر سکتا ہے۔ مولانا مرحوم کے محامد و محاسن اور مناقب و کمالات کا اس مضمون میں احاطہ نہیں کیا جاسکتا، آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور سمتوں کا احاطہ کرنے کیلئے ایک مستقل کتاب کی وسعت درکار ہے۔

حضرت لدھیانوی شہیدؒ کی زندگی میں سب سے نمایاں پہلو سنت نبوی ﷺ کا التزام تھا۔

احقر کو بھی مولانا مرحوم کے ساتھ حرمین شریفین، بنگلہ دیش اور متعدد بار برطانیہ کے اسفار کا موقع ملا آپ کے خادم خاص مولانا مفتی جمیل خاں صاحب مدظلہ بھی شریک سفر ہوتے تھے۔ مولانا میں بے پناہ خوبیاں دیکھیں، آپ باکمال انسان تھے۔

آپ میں عشق رسالت مآب ﷺ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ سے آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب امنڈ آتا تھا۔ حضرت مولانا مرحوم صحیح معنوں میں اپنے اکابر کی نشانی تھے۔ اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ ہر فتنہ کے لئے سدِ سکندری ثابت ہوئے۔ عقیدہ تحفظ ختم نبوت کے لئے آپ نے اپنے اکابر اور عہدِ حاضر کے غزالی و رازی حضرت مولانا علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اور قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے باغیان ختم نبوت کا اندرون و بیرون ملک تعاقب کیا۔ اور حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی تصنیف خاتم النبیین کا ترجمہ فرمایا۔ حضرت مولانا لدھیانوی شہیدؒ نے قادیانیت کیخلاف بیسیوں رسائل تحریر فرمائے، اس وقت قادیانیت کے خلاف پڑھے جانے والے لٹریچر میں سب سے زیادہ مواد حضرت لدھیانویؒ کا تحریر کردہ ہے۔ تحفہ قادیانیت تین جلدوں میں تحریر فرما کر جہاں قادیانیت کے دجل و فریب کو چاک فرمایا، وہاں قادیانیوں کو راہ ہدایت پر آنے کی دعوت بھی دی۔ اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے جو ایمان کی اساس اور بنیاد ہے۔ برطانیہ، افریقہ، انڈونیشیا، اور دیگر ممالک کے تبلیغی دورے فرمائے اور لاکھوں لوگوں کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت سے روشناس فرمایا، چناب نگر میں مبلغین ختم نبوت کی ایک بڑی تعداد کو قادیانیت کے خلاف دلائل

سے مسلح فرمایا کرتے تھے۔ تحریر و تصنیف کے میدان میں آپ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کے جانشین ثابت ہوئے، آپ کی تحریریں اور تقریریں کچھ کتابی شکل میں مرتب ہو چکی ہیں اور مزید زیر ترتیب ہیں۔

آپ کے سب سے گراں قدر علمی شاہکار ''اختلاف امت اور صراط مستقیم'' نے بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراط مستقیم کی روشنی دکھائی۔ اور بلا شبہ لاکھوں افراد نے اس کو پڑھ اپنے عقائد و نظریات کا قبلہ درست کیا۔ عہد نبوت کے ماہ و سال سیرت النبی ﷺ اور سیرت اصحابؓ آپ کا ایک عظیم تحریری کارنامہ ہے۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل (۹) جلدوں پر مشتمل کتاب ہے جس میں انسانی زندگی میں پیش آنے والے تمام مسائل کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں مہیا فرمایا ہے۔ مولانا مرحوم کی تحریریں جہاں تشنگان علم کی پیاس بجھائیں گی، وہاں ان کے ذریعہ آپؒ کی ذات ہمیشہ زندہ جاوید نظر آئے گی۔

اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه واكرم نزله ووسّع مدخله واجعله من ورثة جنة النعيم ونور مرقده واجعل قبره روضة من رياض الجنة — آمين۔

............☆............

......ہمارے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سال میں دو مرتبہ حرمین شریفین تشریف لے جاتے تھے، ایک مرتبہ رمضان میں عمرہ کیلئے، اور دوسری مرتبہ حج کے موقع پر، اور پھر فرماتے تھے کہ مجھے معلوم نہیں کہ میں کیوں جاتا ہوں، نہ طواف کر سکتا ہوں، نہ کوئی اور عمل کر سکتا ہوں، بس بیٹھا بیت اللہ کو دیکھتا رہتا ہوں، حضرتؒ کو گھٹنوں میں تکلیف رہتی تھی اس لئے زیادہ طواف اور عمرے نہیں کر پاتے تھے، اور کئی مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ہم بیٹری چارج کرنے کے لئے جاتے ہیں، یہ بیٹری کون سی تھی؟ دل کی، روحانیت کی، ایمان و یقین کی اور تعلق مع اللہ کی۔ بیت اللہ شریف تجلیات الٰہیہ کا مرکز ہے، اور رحمت خداوندی کی تقسیم کا مرکز ہے، روزانہ ایک سو بیس رحمتیں بیت اللہ پر نازل ہوتی ہیں، اور دنیا میں جتنی رحمتیں جتنی برکتیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں، وہ بیت اللہ پر اترتی ہیں اور پھر وہاں سے پورے عالم میں تقسیم ہوتی ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو ظاہری اور باطنی سعادتوں کا مرکز بنایا ہے۔......